© rasailojaraid.com

فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن فہمی کے لیے

موقع و محل ...؟

ہماری زبان کا ایک لفظ ہے "گولی" ــــــ سپاہی چور سے کہتا ہے "اگر بھاگنے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گا" ــــــ درزی شاگرد سے کہتا ہے "بساطی کی دوکان سے سلیٹی رنگ کی گولی لے آؤ" ــــــ حکیم صاحب مریض کو مشورہ دیتے ہیں کہ "گولی کھا لو، درد دُور ہو جائے گا!"

غور فرمائیں، سطورِ بالا میں "گولی" کا لفظ لڑائی، سلائی اور دوائی کے مختلف عنوانوں میں استعمال ہوا ہے۔ سپاہی کے ذکر میں ہم سمجھ لیتے ہیں کہ گولی سے مراد بندوق کی گولی ہے، درزی کے ذکر میں اس سے مراد دھاگے کی گولی ہے، اسی طرح حکیم صاحب کے ذکر میں اس سے مراد دوائی کی گولی ہے۔

گویا لفظ "گولی" کا مفہوم جب ہم موقع و محل کے مطابق متعین کرتے ہیں تو وہ سو فیصدی ٹھیک ہوتا ہے، اس میں غلطی کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ جبکہ محلِ استعمال کو نظر انداز کر کے مفہوم متعین کرنے پر وہی مثال صادق آئے گی کہ حکیم صاحب تو مریض کو مشورہ دیتے ہیں کہ گولی کھا لو سر درد دُور ہو جائے گا اور مریض بھی نا ٹ بھری کی گولی کھانے کو تیار ہو جاتا ہے کہ نہ سر رہے نہ سر درد!

ــــــ یہی حالت ہے عربی زبان میں لفظ "صلوٰۃ" کی، جو قرآنِ کریم کے مختلف مقامات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر مختلف اور متعدد معنوں میں استعمال ہوا ہے اور ہر مقام پر موقع و محل کے مطابق الگ الگ معنے دیتا ہے ــــ مثلاً:

۱۔ "إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"۔ ــــ میں "يُصَلُّوْنَ" کے لیے "رحمتِ خداوندی" کا مفہوم نمایاں ہے۔

۲۔ "أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ ــــ الآية!" میں صلوٰۃ کے حکم کو ایک وقت سے وابستہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے صلوٰۃ موقت یعنی نماز مراد ہے۔

۳۔ "يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهُ وَتَسْبِيْحَهُ" ــــ نیز:

۴۔ "يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ" میں جاندار اور بے جان چیزوں کی صلوٰۃ و تسبیح کا ذکر ہے ــــ چنانچہ جاندار میں گائے بھینسوں کی صلوٰۃ دودھ کی نہریں بہانا، گھوڑے کی صلوٰۃ و تسبیح مسافت طے کرنا، گدھے کی صلوٰۃ بوجھ اٹھانا ــــ اور بے جان میں سورج کی صلوٰۃ روشنی اور گرمی پہنچانا، جبکہ چاند کی صلوٰۃ اپنے مدار پر بدستور چلنا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ کا ایک معنیٰ "فرضِ منصبی" بھی ہے۔

(ملخصاً رسالہ "الصلوٰۃ" شائع کردہ ادارہ بلاغ القرآن۔
دار القرآن ۱۱۰۔ این سمن آباد، لاہور)

قارئین کرام! یہ ہے تفسیرِ قرآنی کا وہ انداز، جو آج چودہ صدیاں بعد ادارہ "بلاغ القرآن" نے دریافت کیا ہے اور جس سے اس ادارہ کے چند متعلقین و متبحرین فی الجہل کو چھوڑ کر پوری دنیائے اسلام اب تک محروم رہی ہے ــــ یعنی

ع جملہ عالم یک طرف آں شوخ تنہا یک طرف!

دراصل یہ وہ لوگ ہیں، جو قرآن مجید کو اُس شخصیت سے بہر حال الگ کر دینا چاہتے ہیں کہ پورا قرآن جس کے اسوۂ حسنہ میں یوں پرویا ہوا ہے جیسے طلائی زنجیر میں سچے موتی ــــ اور اگر اس زنجیر کو الگ کر دیا جائے تو اس کے جملہ جواہر بکھر کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہ جائیں گے ـــــ پھر یہی وہ صورتِ حال ہوگی کہ اعدائے اسلام صدیوں سے جس کے منتظر ہیں۔ تاکہ یہ کتاب، جسے "ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ" اور "ھُدًی لِّلنَّاسِ" ہونے کا شرف حاصل ہے، نہ صرف بازیچۂ اطفال بن جائے، بلکہ اس کے حاملین و عاملین بھی اپنی دنیاوی زندگی میں کنگال اور اخروی سعادتوں سے محروم و نامراد ہو کر رہ جائیں ـــــ لیکن

قرآنِ مجید کا یہ چیلنج، تا قیامت ان کے لیے چیلنج ہی رہے گا کہ:

"یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَى اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ؛"

؎ "نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا!"

منکرینِ حدیث، حدیث کا انکار کر کے عجیب مخمصے میں گرفتار ہیں، کہ ایک طرف تو وہ قرآنِ مجید کو "وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ" کی حامل شخصیت کے بغیر سمجھ لینا چاہتے ہیں، اور دوسری طرف انہیں قرآن فہمی کے لیے اُردو زبان کے ایک لفظ "گولی" کا سہارا لینا پڑا ہے۔ پھر اس کے لیے موقع و محل کی قید بھی لگائی ہے، لیکن یہ سوچنے کی توفیق میسر نہیں ہوئی کہ آیاتِ قرآنی کے لیے یہی موقع و محل تو سنتِ رسولؐ ہے۔ چنانچہ لفظ "گولی" کا مفہوم اگر موقع و محل کی مناسبت کے بغیر متعین نہیں ہو سکا، ہاں سپاہی کے ذکر سے ہم نے یہ سمجھا کہ بندوق کی گولی ہے، درزی کے ذکر نے اسے دھاگے کی گولی سے تعبیر کیا، اور حکیم صاحب کے حوالہ سے ہم نے اسے دوائی کی گولی سمجھا ہے، تو سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بغیر "صلوٰۃ" کا مفہوم کیونکر متعین ہو سکے گا؟

ـــــ یہی بات تو حاملینِ کتاب و سنّت انہیں ایک مدت سے سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ الفاظِ قرآنی کے مفہوم کو اس موقع و محل کے مطابق متعین کیا جائے گا تو یہ مفہوم سو فیصدی ٹھیک ہو گا اور اس میں غلطی کا شائبہ تک نہیں پایا جائے گا۔ ورنہ یہ "نیم حکیم خطرہ جان" کی طرح "نیم ملّا خطرہ ایمان" والی بات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو گی ـــــ لیکن زبان سے اقرار کرنے کے باوجود ان کی الٹی کھوپڑی میں یہ بات کسی طرح بیٹھ ہی نہیں پاتی، کہ اللہ، علیم و حکیم نے یہ نسخہ کیمیا (قرآنِ مجید) لوگوں کو، ان کے روحانی امراض سے شفایابی کے لیے، براہِ راست عطا نہیں فرمایا، بلکہ یہ اللہ رب العزت کے نمائندے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے انہیں ملا ہے۔ چنانچہ اس کے استعمال کے لیے، اسی نسخہ میں یہ ہدایت بھی موجود ہے کہ:

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا!"

کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ تمہیں دیں، وہ لے لو، اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو!"

لہٰذا اسے سمجھنے کے لیے اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایات کو بالائے طاق رکھ دیا جائے گا (یا ادارہ بلاغ القرآن کی زبان میں اس کے محلِ استعمال کو نظر انداز کیا جائے گا) تو انکارِ حدیث کے مریضوں کے لیے یہ نسخہ شافی واقعی بے تھری ناٹ تھری کی گولی ثابت ہو گا ـــــ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ـــــ الآیۃ"! ـــــ جس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

منکرینِ حدیث نے قرآنِ مجید کو مکمل، مفصل اور بے محتاج، نیز ایک ایسی کتاب کہا ہے، جو اپنے مخصوص اسلوبِ بیان ـــــ تصریفِ آیات ـــــ کے ذریعے اپنے معانی خود بتلاتی چلی جاتی ہے (ص ۳ رسالہ مذکور) ـــــ لیکن ان دعووں کے باوجود ان کی بے بسی کس قدر دیدنی ہے کہ اس کتاب کی ایک آیت کے ایک لفظ "الصلوٰۃ" کے مفہوم کو متعین کرنے کے لیے انہوں نے اپنے اس رسالہ کے ($\frac{20 \times 30}{8}$ سائز کے) پورے دس صفحات سیاہ کر دیے ہیں۔ اور بے شمار الٹی سیدھی قلابازیاں کھانے کے باوجود وہ اپنی اس کوشش میں نامراد ہی رہے ہیں ـــــ چنانچہ پہلے ذرا اس "بے محتاجی" اور "خود بخود معانی بتلانے" کا ایک مختصر نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

ـــــ رسالہ "الصلوٰۃ" کے مصنف "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ" کا مفہوم یوں دریافت فرماتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ" (۳۳/۵۶) سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ اور ملائکہ کی "صلوٰۃ علی النبی" کیا ہے؟
اس سوال کا جواب اس آیت سے چند آیات پیشتر آئی ہوئی آیتِ ذیل سے خود بخود واضح ہو رہا ہے:

"ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ——— الآیۃ۔" (۳۳/۴۳)

اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ نور کیا ہے؟ اس کا جواب آیتِ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَکَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ!" ۱۴/۵ (رسالہ مذکور ص۴، ص۵)

——— اور اس پر جو سوال پیدا ہوتا ہے، بلکہ صفحہ سات تک جو پیدا ہوتے ہی چلے جاتے ہیں ——— ان کا سلسلہ تیسویں پارہ کی سورۂ نصر، آیت ذیل تک پھیل گیا ہے:

"اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا!"

(ص۷)

تاہم اس پر کچھ سوالات ہماری طرف سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ سورۃ الاحزاب ۳۳ کی آیت ۵۶ کے ایک لفظ "الصلوٰۃ" کا مفہوم تلاش کرنے کے لیے، اسی سورہ کی آیت ۴۳ کو پڑھنا ہو گا اور آیت ۴۳ کے لیے سورۂ ابراہیم ۱۴ کی آیت ۵ کو دیکھنا ہو گا ——— آخر کیوں؟ ——— آپ پر یہ وحی کب نازل ہوئی تھی کہ سورۂ احزاب کی آیت ۵۶ کو اسی سورہ کی آیت ۴۳ کی طرف لے جائیے اور آیت ۴۳ کو سورۂ ابراہیم کی آیت ۵ پر لوٹائیے؟ ——— ورنہ یہ بتائیے کہ یہ ہدایات قرآنِ مجید میں کہاں مذکور ہیں؟ ——— ذرا اس آیت قرآنی کی نشاندہی فرمائیے، جس کا یہ ترجمہ ہے؟ ——— اور اگر جواب نفی میں ہے اور یہ سب کچھ آپ نے اپنی طرف سے پیش کیا ہے تو خدا کی اس "بے محتاج" کتاب کو آپ نے اپنا محتاج

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیوں بنا ڈالا ہے ؟

—— آپ نے ص۱۹ پر لکھا ہے کہ :

"وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" (۱۶/۸۹)

= اے رسول صلعم! ہم نے آپ پر ایک اکلوتی کتاب نازل فرمائی ہے (جو غیر اللہ کی کتابوں کی محتاج نہیں بلکہ ہر مسئلہ کو) کھول کھول کر بیان کرنے والی ہے!"

اس ترجمہ پر ہمارا پہلا اعتراض یہ ہے کہ "اکلوتی" اس آیتِ کریمہ کے کس لفظ کا ترجمہ ہے ؟ —— اسی طرح بریکٹ میں درج شدہ یہ الفاظ کہ "یہ غیر اللہ کی کتابوں کی محتاج نہیں"، کہاں سے نازل ہوئے ہیں ؟ —— اور دوسرا اعتراض یہ کہ اگر یہ کتاب، غیر اللہ کی کتابوں کی محتاج نہیں، مفصّل بھی ہے اور اپنے معانی خود بخود بتلاتی چلی جاتی ہے تو آپ کو اس کے ایک لفظ "الصّلوٰۃ"، کی تفصیل اور معانی بتلانے کے لیے "الصّلوٰۃ" کے عنوان سے چھپن صفحات کا یہ رسالہ لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی ؟ —— کیا آپ غیر اللہ میں شامل نہیں ہیں ؟ —— یا خود خدائی کا دعوائے مقصود ہے ؟ —— اس سے دو سطور قبل آپ نے اس کتاب کو "روایات کا محتاج ماننے" سے بھی انکار کیا ہے۔ حالانکہ یہ کتاب خود بھی ہمیں روایت ہی کے ذریعہ ملی ہے، اور اسی قرآنِ مجید میں یہ بات بھی موجود ہے کہ "اے نبی! ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف نازل فرمائی ہے تاکہ آپ اسے لوگوں کے سامنے بیان کریں" —— لیکن جس کا انکار کر کے آپ اپنے تئیں اہلِ قرآن بتلانے کے باوجود، منکرِ قرآن ٹھہرتے ہیں! —— پھر رسول اللہ کی محتاجی آپ کو گوارا نہیں، لیکن اُوپر ہم نے ثابت کیا ہے کہ آپ نے اسے اپنا محتاج بنا ڈالا ہے —— گویا جہاں بے محتاجی کا دعوٰی باطل ہو گیا، وہاں "غیر اللہ" کے زمرہ سے باہر نکلنے کی حماقت، اور رسالت کے تخت پر خود بیٹھنے کی جسارت بھی موجود ہے —— یعنی خود ہی خدا بھی اور رسول بھی! —— اب یہ بتلائیے کہ ان الفاظ کی ضرورت کیا باقی رہ گئی کہ، "اے رسول صلعم، ہم نے آپ پر ایک اکلوتی کتاب نازل فرمائی ہے!"

ادارہ بلاغ القرآن، انبیاء علیہم السلام کے نامِ نامی کے ساتھ "علیہ السلام" اور آپ کے نامِ نامی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ظاہر ہے، اس کتاب کو نازل فرمانے والی اللہ رب العزت کی ذات والا صفات ہے، اور جس پر یہ کتاب نازل کی گئی وُہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک ہستی ہے، لیکن یہاں آپ خود ہی مرکزِ ملت (خدا اور رسول) بن گئے تو پرویز صاحب سے آپ کو بَیر کس لیے ہے؟ اور قرآن بحیثیتِ قرآن باقی کہاں رہ گیا؟ علاوہ ازیں اگر مفہوم کی تلاش میں ایک ایسے الفاظ ہی تلاش کرنے ہیں تو اُوپر آپ کے نمونۂ تصریفِ آیات میں "یُصَلُّوْنَ" اور "نُوْر" کے علاوہ بھی کئی الفاظ ہیں جو دیگر آیاتِ قرآنی کے الفاظ سے مشترک ہیں، ان کا مفہوم کیا ہوگا؟ — اپنے اس دماغی فتور کو آپ تصریفِ آیات کا نام دیتے ہیں اور توقع یہ رکھتے ہیں کہ ایک دُنیا

کے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" کے بجائے "سلامٌ علیہ" کہنے کا قائل ہے۔ جس کا مخفف وُہ "سعم" لکھتا ہے۔ اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ یہ قرآنی سلام ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے:

"وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۳۷/۱۰۸ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۳۷/۱۰۹ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۳۷/۱۲۰ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ۳۷/۱۳۰ ۔ وغیرہ!"

جبکہ "صلی اللہ علیہ وسلم" اور درودِ ابراہیمی پر اسے یہ اعتراض ہے کہ "قرآن تو کہتا ہے، اے ایمان والو، ہمارے نبی پر صلوٰۃ کیا کرو، لیکن بجائے اس تعمیلِ حکم کے، اللہ کا حکم اسی کو واپس لوٹا دیا جاتا ہے کہ تُو صلوٰۃ کر (ہم کیوں کریں؟)" (ملخصاً)

— لیکن اس استدلال پر ہمارا اعتراض یہ ہے کہ سورۂ صافات کے مذکورہ مقامات پر ان جملہ سلاموں کی نسبت اللہ ربّ العزت نے اپنی طرف فرمائی ہے — چنانچہ فرمایا:

"وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ٭ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ٭ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ!"

مذکورہ سلام ان مقامات پر ایسے ہی سیاق و سباق کے ساتھ وارد ہوئے ہیں، لہٰذا یہ سلام تو خود اللہ ربّ العزت بھیج رہے ہیں، پھر ادارہ بلاغ القرآن نے آپؐ پر کونسا سلام بھیجا؟ جبکہ قرآن فرماتا ہے: "بلاشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اے ایمان والو، تم بھی اس پر صلوٰۃ اور سلام بھیجا کرو!" — "سلام علیہ" میں اوّلاً تو بندوں کی طرف سے سلام کا فریضہ ادا نہ ہوا، کیونکہ یہ اللہ کا سلام ہے — اور اگر یہ فریضہ ادا ہوگیا تو یہ تو صرف "سَلِّمُوْا" کے حکم کی تعمیل ہے، "صَلُّوْا عَلَیْہِ" کی تعمیل کیونکر ہوئی؟ — فَمَا جَوَابُکُمْ؟ — — جبکہ ہمارا سلام ہمیں سنتِ رسولؐ کے ذریعے ملا ہے!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ کی حماقتوں سے بے خبر، آپ پر ایمان لے آئے گی؟ — حالانکہ آپؐ کے سوا اس ہی قائم نہیں ہیں۔ صفحہ ۱۱ پر آپ نے فرمایا ہے:

"قرآن کریم نے صلوٰۃ کے حکم کو بعض مقامات پر دن رات کے کچھ وقتوں کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے، اس لیے اسے صلوٰۃِ مؤقت کہا جاتا ہے، عرفِ عام میں اسے نماز کہتے ہیں!"

اور صفحہ ۴۷ پر ارشاد ہوا:

"وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا" (۶/۵۴) = اے رسول! جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات کے ساتھ خشوع کرتے ہیں، یعنی نماز پڑھتے ہیں!"

یہاں صلوٰۃِ مؤقت چھوڑ، صلوٰۃ کا لفظ بھی موجود نہیں، لیکن اس کا ترجمہ "خشوع کرتے ہیں یعنی نماز پڑھتے ہیں" کر دیا گیا ہے۔ جبکہ ص۴۸ پر لکھا ہے:

"قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ" ۲۳/۱-۲ = کامیاب ہوتے وہ مومن جو اپنی صلوٰۃ میں خشوع کرنے والے ہیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ جو لوگ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے آیا کرتے تھے۔ آپ صلوٰۃ کے بعد انہیں مخاطب کر کے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ فرمایا کرتے تھے۔"

— غور فرمائیے، ص۴۷ پر "يُؤْمِنُونَ" کا معنیٰ "خشوع کرنا یعنی نماز پڑھنا" ہے۔ لیکن ص۴۸ پر "خاشعون" کا معنیٰ بھی "خشوع کرنا" ہے — اور "خشوع" کا معنیٰ چونکہ "یعنی نماز پڑھنا"، بھی ہے۔ لہٰذا اپنی صلوٰۃ میں خشوع کرتے ہیں" کا معنیٰ ہوا، "جو اپنی نماز میں نماز پڑھتے ہیں" — فیا للعجب!

— اب ایک طرف اس نماز، نماز کی تکرار کو دیکھئے اور دوسری طرف مذکورہ بالا دونوں آیتوں کو دیکھئے، پہلی آیت میں "صلوٰۃ" کا لفظ سرے سے موجود ہی نہیں، اور دوسری آیت میں "صلوٰۃ" کا لفظ کسی خاص وقت سے وابستہ نہیں، پھر یہاں نماز کا ذکر کہاں سے ٹپک پڑا؟ اور صفحہ ۱۱ کا مزعومہ اصول کیا ہوا! عجیب تر بات یہ ہے کہ دوسری آیت کے تحت آپ نے نماز کے ایک رکن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"سلام" کا مسئلہ بھی حل کر کے رکھ دیا ہے کہ قرآنی سلام "سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ" ہے۔ حالانکہ آپ کے اپنے ہی اصول کے مطابق یہاں "نماز" معنیٰ مراد لینے کی کوئی تک ہی نہیں! — اس پر مستزاد یہ کہ نماز باجماعت کا مذکورہ سلام الگ ہے اور تنہا نماز پڑھنے والے کا سلام الگ، یعنی "سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" — کیا یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ منفرد اور باجماعت نماز میں سلام کی یہ تفریق قرآنِ مجید میں کہاں مذکور ہے؟

— ادھر ص۳۸ پر ارشاد ہوتا ہے:

"فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ"

= افسوس ہے ان نمازیوں پر جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں!"

یہاں "مُصَلِّيْنَ" اور "صَلٰوتِهِمْ" دونوں میں سے کوئی بھی نہ تو کسی وقت سے وابستہ ہے اور نہ ہی کوئی موقع و محل موجود ہے۔ لیکن دونوں مقامات پر ان سے نماز مراد لی گئی ہے — آخر کیوں؟

— اب بتلائیے کہ اس قدر ورق سیاہ کرنے کے بعد بھی "الصَّلٰوة" کا مفہوم کیا واقعی متعین ہو گیا ہے؟ اور اب بھی آپ کی نامرادی میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے۔

الغرض، آپ نے اس "بے محتاج" "مفصل" — اور "اپنے معانی خود بتانے والی کتاب" کے ایک لفظ "الصَّلٰوة" کی تفصیل خود بیان کر کے اس کے "مفصل" ہونے پر ضربِ کاری لگائی اور اس "بے محتاج" کو اپنا محتاج بنا لیا — جبکہ آپ خود بھی اس کے معانی بتلانے میں "بے محتاج" نہیں ہیں، چنانچہ جگہ جگہ لغت کی کتابوں کے حوالے دیے گئے ہیں — پھر اس قدر کھینچا تانی اور من مانے معانی بتلا کر "اپنے معانی خود بتلانے" کی بھی خود ہی تردید فرمائی، جا بجا اپنے ہی وضع کردہ اصولوں کو پامال کیا — اس کے باوجود آپ کو یہ زعم ہے کہ قرآنِ مجید کے تنہا ٹھیکیدار آپ ہی ہیں۔ کیا پوری دنیائے اسلام کی ہدایت کی حامل کتاب سے یہی سلوک ہونا چاہیئے تھا؟ — ہاں ذرا قرآنِ مجید ہی سے یہ بھی دکھلا دیجیئے کہ "صحیح تفسیر کا منبع صرف ادارہ بلاغ القرآن لاہور" ہے؟ — لگے ہاتھوں یہ بھی ارشاد فرمائیے کہ قرآنِ مجید میں کہاں یہ مذکور ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ یہ روایات کا محتاج نہیں ؟ — اور اگر روایات اسی قدر غیر معتبر ہیں تو آپ کو کس نے یہ بتلایا، یہ قرآنِ مجید اللہ کی کتاب ہے ؟ — ظاہر ہے، اس کے لیے کوئی بیرونی شہادت چاہیے ! — اس پر اگر آپ اپنا نام لیں تو رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کو کیا خامی نظر آئی کہ جن کی داستانیں اسی قرآنِ مجید میں جابجا بکھری پڑی ہیں ؟ جبکہ آپ کے ادارہ "بلاغ القرآن" کا نام تک اس میں کہیں مذکور نہیں ! — خود آپ بھی تو فرماتے ہیں کہ جملہ "اللہ اکبر" قرآن میں کہیں موجود نہیں لہٰذا غلط ہے، اور تمام مسلمان نماز میں ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف جاتے ہوئے "اللہ اکبر" کہتے ہیں تو غلط کرتے ہیں — چنانچہ ص۳۶ پر آپ نے سرخی جمائی ہے :

"جملہ اللہ اکبر قرآن میں نہیں !"

ص۳۷ پر ارشاد ہوتا ہے :

"ادارہ بلاغ القرآن اپنے اس فرض سے غافل نہیں۔ وہ اس جملے کی حقیقت سے عوام کو روشناس کراتا رہتا ہے کہ اس غیر قرآنی جملہ سے پرہیز واجب ہے۔"

— لیکن ہم نے عرض کیا نا، خود ادارہ بلاغ القرآن" کا نام قرآن میں کہیں موجود نہیں ہے، لہٰذا غلط ہے! تو پھر اسکی تفسیر قرآن کیونکر صحیح ہو سکتی ہے ؟ — علاوہ ازیں آپکا یہ دعویٰ بھی غلط کہ قرآنِ مجید میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے، جس کو ثابت کرنے کے لیے آپکے مریدان باصفا "تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" تلاوت فرماتے رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ "تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" اسی وقت بنتا ہے، جب اس کے ساتھ "وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ" سے موصوف شخصیت کے بیان کو شامل کیا جائے گا — یہ مفصل بھی اسی صورت میں بنتا ہے، اور یہ لغت کے لیے سند اور حاکم بھی بایں طور کہا جائے گا۔ اور تبھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ "علومِ صرف و نحو قرآنِ مجید کے لیے علومِ خادم کی حیثیت رکھتے ہیں" جیسا کہ آپ نے بھی ص۲ پر تحریر فرمایا ہے، ورنہ آپ پنجابی یا اردو بولنے والے قرآنِ مجید کو کیونکر سمجھیں گے تاکہ یہ مخدوم بن کر آپ کے ذریعے علومِ خادم سے خدمت لے۔ جبکہ خود آپ کو لغت کے بغیر چارۂ کار ہی نہیں ہے — اور اس طرح آپ اپنے ہی اس جال میں الجھ کر رہ جائیں گے، جس کا ادنیٰ نمونہ آپ نے سطورِ بالا میں ملاحظہ فرمایا کہ اس بے محتاج کتاب کو سمجھنے کے لیے لغت سے استفادہ بھی کرتے ہیں اور اسے لغت پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حاکم بھی قرار دیتے ہیں ـــــ اسے مفصل بھی کہتے ہیں اور خود ہی اس کی تفصیل بھی بیان کرتے ہیں ـــــ اور اس جال کا ایک حلقہ یہ بھی ہے کہ جملہ "اللہ اکبر" اگر اس لیے غلط ہے کہ قرآن میں موجود نہیں، تو کلمہ " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" سے متعلق کیا فتوائے صادر ہوتا ہے؟ کہ یہ بھی قرآن میں موجود نہیں، اب اس حلقہ سے ذرا باہر نکل کر دکھائیے،" نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" والا معاملہ ہے یا نہیں؟ ـــــ ذرا کہیئے اس کلمہ کو غلط، اور کیجئے اس غیر قرآنی جملہ سے پرہیز، اس کے ساتھ ہی ساتھ عوام کو بھی اس سے روشناس کرائیے، کیونکہ آپ اپنے فرض سے غافل نہیں ہیں، اما بعد، دیکھئے، نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

ـــــ اور اگر آپ یوں ہاتھ پاؤں ماریں گے کہ یہ کلمہ الگ الگ قرآنِ مجید میں موجود ہے، تو ہمارا جواب یہ ہے کہ جملہ " اللہ اکبر" بھی الگ الگ قرآن میں موجود ہے، لہٰذا صحیح ہے! ـــــ اس طرح ہم تو بری الذّمہ ہو گئے، لیکن آپ فرمائیے قرآنِ مجید میں یہ کہاں مذکور ہے کہ حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کے لیے کلمہ " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کا اقرار کرنا ضروری ہے؟ ـــ ورنہ اس کی بھی تردید فرمائیے! ـــــ رہی بات جملہ " اللہ اکبر" کو صرف نحو کی سان پر چڑھانے کی، تو ہمارے نزدیک قرآن کی طرح رسول اللہ کی سنّت بھی لغت پر حاکم ہے جس نے ہمیں یہ جملہ بتایا ہے، اور تمام علمائے صرف و نحو اور ائمہ لغت ہمیں اُس رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کا پانی بھرتے نظر آتے ہیں، جس کی نافرمانی آپ کو جہنم میں بھی پہنچا سکتی ہے! ـــــ اور اگر آپ کی خانہ ساز لغت میں "جہنّم" کے معنی کسی خوشگوار مقام کے ہوں تو ہماری طرف سے اس دعائے خیر پر ہمارا شکریہ ادا کیجئے، ورنہ اس "گولی" کو ہی "گولی" مار دیجئے، جسے آپ نے ادارہ بلاغ القرآن کی لغات القرآن سمجھ لیا ہے اور رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قائم مقام! ـــــ آہ! "ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ" کی یہ کتنی دردناک تصویر ہے؟ ـــــ

ـــــ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ!

اور یہ فرضِ منصبی بھی خوب ہے، اونٹ کی صلوٰۃ ریگستان میں سفر کرنا،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گائے بھینسوں کی صلوٰۃ دودھ کی نہریں بہانا، گھوڑے کی صلوٰۃ و تسبیح مسافت طے کرنا اور گدھے کی صلوٰۃ بوجھ اٹھانا ـــــ سبحان اللہ، آپ کو یہ کس نے بتادیا کہ ان جانوروں کی تسبیح و صلوٰۃ، ان کے یہی "فرائض منصبی" ہیں؟ ـــــ فرائض منصبی الگ بھی ہوسکتے ہیں اور تسبیح و صلوٰۃ الگ، خواہ اس کی کیفیت کچھ بھی ہو، اور جس کو جاننے کے ہم مکلف نہیں ـــــ ان کی صلوٰۃ و تسبیح کا معنیٰ فرض منصبی تو جبھی درست ہوسکتا ہے، جب قرآن نے یہ بتلایا ہو کہ ان کی تسبیح و صلوٰۃ اور فرض منصبی دونوں ایک ہی چیز ہیں ـــــ اور پھر فرائض منصبی بھی آپ نے اپنی مرضی کے پسند فرما لیے ہیں، گدھے کی صلوٰۃ اگر "بوجھ اٹھانا" ہے تو "دولتی جھاڑنا" بھی تو اس کی صلوٰۃ ہوسکتی ہے، جس سے آپ کو بھی شاید اپنی زندگی میں سابقہ پیش آیا ہو گا، چودہ طبق ہی تو روشن ہو گئے ہوں گے، پھر اس قدر زبردست "فرض منصبی" کو آپ نے کیوں فراموش کر دیا؟ ـــــ سنو، اے رسول اللہؐ کے مقدس فرامین کا مذاق اڑانے والو، ہمارے دل میں تمہارے لیے احترام کا ایک شمہ بھی موجود نہیں ہے، اور روزِ قیامت بھی تم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھاؤ گے کہ تم نے رسول اللہؐ سے عداوت کی ٹھان رکھی ہے:

"وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُولُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا!"

منکرینِ حدیث، تم حدیثِ رسولؐ کا انکار بھی کرتے ہو، لیکن اسی ذخیرہ سے قرآنِ مجید کے مفاہیم اخذ کرنے میں مدد بھی لیتے ہو ـــــ حقیقت یہ ہے کہ یہ الٹا سیدھا جو کچھ بھی تم لکھ رہے ہو، متقدمین اہلِ علم کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ تم مانگتے بھی ہو اور کشکول بھی چھپاتے ہو، ورنہ نماز کی ایک شکلِ محسوس اگر تمہارے سامنے نہ ہوتی، تو تم "صرف قرآن" سے اس کا عشرِ عشیر بھی نہ دکھلا سکتے ـــــ تم نے سنّت سے انکار یہ نعرہ لگا کر کیا کہ اس طرح فروعی اختلافات سے بچا جا سکتا ہے، لیکن اس انکار کی بدولت تم ان اصولوں سے بھی تہی دامن ہو گئے کہ فروعات میں ہزار الجھنے والے، ان پر آج بھی متفق ہیں۔ چنانچہ ان سب کے نزدیک نمازیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پانچ ہیں، لیکن تم تین کے قائل ہو، علاوہ ازیں تمہارے ہی ساتھی جو چار کے قائل ہیں، وہ بھی قرآن ہی سے اس کا ثبوت دیتے ہیں، اس تین اور چار کا فیصلہ کون کرے گا؟ کسی اور کا دعویٰ اگر یہ ہو کہ قرآنِ مجید میں جتنی مرتبہ بھی صلوٰۃ، تسبیح اور ذکر کے الفاظ آتے ہیں، اتنی ہی نمازیں دن اور رات میں فرض ہیں، تو تم اس کا منہ کیسے بند کرو گے؟ —— کوئی اصول تو متعین ہے نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی سے لے کر ادارہ بلاغ القرآن تک، تم کوئی متفقہ نمازِ امت کے سامنے نہیں پیش کر سکے —— اس کے برعکس تمام مسلمانوں کے نزدیک نمازیں پانچ ہیں، پانچوں وقت کی نمازوں کی رکعات متعین ہیں، رکوع اور سجدہ کی تسبیحات میں کسی کا اختلاف نہیں، پوری دُنیا کے مسلمانوں کی نماز میں تکبیر انتقال "اللہ اکبر" ہے، تم "اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا" پڑھتے ہو، اور "اللہ اکبر" کو غلط بتلاتے ہو۔ تمہارا اسلام، تسبیحات سجدہ و رکوع تمام مسلمانوں سے مختلف ہیں، تعدادِ رکعت ہر نماز کی صرف دو، ہر رکعت میں سجدہ صرف ایک! —— گویا "سبیل المؤمنین" سے انحراف کرنے کے علاوہ تم نے قرآن ہی کے نام پر قرآن اور حدیث میں مغایرت پیدا کر دی تو قرآن ہی میں ہے "یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ" کی پاداش میں اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا[1] کا فتویٰ تحریفِ آیات کے بغیر تم پر عائد ہوتا ہے! —— علاوہ ازیں تم نے اپنے رسالہ "بلاغ القرآن" شمارہ اکتوبر ۸۴ء کے پورے ۹ صفحات میں "اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ" بخاری شریف کا یُوں مذاق اڑایا ہے کہ ایک مسلمان کسی ہندو کی کتاب سے بھی ایسا سلوک نہیں کرتا —— تو کیوں نہ حکومتِ پاکستان سے یہ سفارش کی جائے کہ قادیانیوں کی طرح تمہیں کافر اقلیت قرار دے کر جلا وطن کر دیا جائے، تمہارے لٹریچر کو جلا دیا جائے اور رسول اللہ کے مقدس فرامین کا مذاق اُڑانے والی زبانوں کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا جائے؟ —— وما علینا الا البلاغ!

(اکرام اللہ ساجد)

[1] النساء: ۱۵۰-۱۵۱

© rasailojaraid.com